قانون توہین رسالت، ممتاز قادری کی سزا پاکستانی ذرائع ابلاغ کا کردار

نوید اقبال*
اسامہ شفیق*

ABSTRACT:

Blasphemy is emotionally and religiously considered delinquent in the Muslim society. The history reveals whenever as issue had been created in this aspect the Muslims have shown extreme reaction towards it. A large group of religious scholars convict a united opinion over this matter. After the assassination of the governor Punjab Salman Taseer by Mumtaz Qadri similar overwhelming situation had been encountered however, in this regard, the decision of the judiciary opposed that of the religious scholar. The media has great responsibility in such situation in order to be conscious while putting such news in the relevance of such subject to serve the nation. Keeping in the circumstances in view, in this research article, an analysis has been made over the role played by the media of the country. Why has the religious elements and general public by in large not yet accepted the media's role and why the press clubs and media outlets being attacked?

Keywords: Blasphemy, Muslim Society, Mumtaz Qadri.

خلاصہ:

توہین رسالت کا مسئلہ مسلمانوں کے لیے ایک جذباتی اور ایمانی مسئلہ ہے تاریخی اعتبار سے جب بھی اس قسم کا مسئلہ سامنے آیا مسلمانوں نے اس پر اپنا شدید ردعمل ظاہر کیا، علماء کی اکثریت بھی بلاتفریق مسلک توہین رسالت کے مسئلے پر متفقہ موقف رکھتی ہے، ممتاز قادری کی جانب سے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کے بعد بھی کچھ ایسا ہے جذباتی منظر نظر آیا تاہم عدالت کا فیصلہ اس ضمن میں علماء کی ایک بڑی تعداد کے خیال سے قطعی مختلف تھا۔ ان حالات میں پاکستانی ذرائع ابلاغ پر بڑی بھاری ذمے داری عائد ہوتی تھی کہ وہ اس واقعہ کی بہت محتاط اور درست خبر نگاری اور کوریج کرتے نیز ملک و

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ ابلاغ عامہ جامعہ کراچی
* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ ابلاغ عامہ جامعہ کراچی برقی پتا: osamashafiq@gmail.com
تاریخِ موصولہ: ۸/۶/۲۰۱۷ء

قوم کی رہنمائی بھی کرتے۔زیرنظر تحقیقی مقالے میں اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ ملکی ذرائع ابلاغ نے اس ضمن میں کیا کردار ادا کیا اور دینی جذبات رکھنے والے عوام کی ایک تعداد نے ذرائع ابلاغ کے اس کردار کو کیوں نہ قبول کیا اور ملک بھر کے ذرائع ابلاغ کے دفاتر اور پریس کلب پر حملے کیوں کیے؟

قانون توہین رسالت،ممتاز قادری کی پھانسی اور ذرائع ابلاغ:

پاکستانی آئین میں موجود قانون توہین رسالت Blasphemy Law جو کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-B,295-C کے تحت ایک سنگین جرم ہے۔دراصل برطانوی دورحکومت سے رائج مجموعہ تعزیرات ہند کی توسیع ہے لیکن پاکستان کے قانون توہین رسالت کے خلاف دنیا بھر میں پروپیگنڈہ اور رائے سازی کا عمل جاری ہے۔اس قانون کے ناقدین کا خیال ہے کہ یہ اظہار آزادی رائے پر قدغن ہے۔تاہم یہ بات اہم ہے کہ پاکستان میں اس قانون کے نفاذ سے لے کر آج تک کسی بھی فرد پر قانون توہین رسالت کی سزا کا اطلاق نہیں ہوسکا۔قانون توہین رسالت کے مقدمات میں جہاں ٹرائل کورٹ نے ملزم کو قصوروار قرار دے کر سزا سنائی بھی تو اپیل کے بعد ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے عدم ثبوت کی بناء پر ان سزاؤں کو ختم کردیا۔آسیہ بی بی کے خلاف جون ۲۰۰۹ء میں توہین رسالت کے قانون 295-C دفعہ کے تحت مقدمہ قائم کیا گیا اور اس مقدمے کے خلاف گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے ملزمہ کے حق میں بیانات دیئے اور قانون توہین رسالت پر شدید تنقید کی۔گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے اس عمل کو نہ صرف مقدمے پر اثر انداز ہونے کی سازش قرار دیا گیا بلکہ سلمان تاثیر کے خلاف کئی تھانوں میں مقدمات کے اندراج کے لیے درخواستیں بھی دی گئیں لیکن حکومت نے ان پر مقدمات قائم نہیں کرنے دیئے۔اس کے ردعمل میں سلمان تاثیر کے گن مین نے ۴جنوری ۲۰۱۱ء اسلام آباد کہسار مارکیٹ میں گولیاں مار کر قتل کردیا۔قاتل کہ جس کی شناخت ممتاز قادری کے نام سے ہوئی نے خود کو قانون کے حوالے کردیا۔(۱)

۱۱راکتوبر۲۰۱۱ء کو راولپنڈی کی انسداد دہشت گردی کی عدالت نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۰۲ اور انسداد دہشت گردی کی دفعہ ۷ کے تحت ممتاز قادری کو موت کی سزا سنائی۔(۲) ۹مارچ ۲۰۱۵ء کو اسلام آباد ہائی کورٹ نے ممتاز قادری کی اپیل کو خارج کرتے ہوئے انسداد دہشت گردی کورٹ کی سزا کو برقرار رکھا۔(۳) ۷راکتوبر ۲۰۱۵ء کو سپریم کورٹ نے بھی اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل کو مسترد کردیا اور سزائے موت کے فیصلے کو برقرار رکھا۔(۴) بعدازاں صدر مملکت نے بھی رحم کی اپیل مسترد کردی اور بغیر کسی پیشگی اطلاع کے ۲۹ فروری ۲۰۱۶ء کی رات راولپنڈی اڈیالہ جیل میں ممتاز قادری کو پھانسی دے دی گئی۔(۵)

ممتاز قادری کی پھانسی پاکستانی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے اس واقعہ کی ذرائع ابلاغ سے ہونے والی رپورٹنگ اور کوریج سے عوام کی ایک بڑی تعداد خاص کر دینی حلقے اس قدر غیر مطمئن رہے کہ ملک کے کئی شہروں میں احتجاجاً ذرائع ابلاغ کے دفاتر اور پریس کلب پر حملے بھی ہوئے۔اس واقعہ کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ رائے عامہ دو حصوں میں تقسیم ہوگئی

تھی۔ایک کا خیال تھا کہ ممتاز قادری قاتل تھا اسے سزا ضرور ملنی چاہیے تھی جب کہ دوسرا خیال یہ تھا کہ اس نے اسلامی نقطہ نظر سے بالکل درست کیا اور یہ بھی ماضی کے غازی علم الدین شہید کی طرح ایک ہیرو ہے۔ذرائع ابلاغ میں اس خبر کو جس قدر کم جگہ دی گئی اس سے محسوس ہوتا تھا کہ ذرائع ابلاغ کے اداروں کی بھاری اکثریت نے نہ صرف پہلے خیال کو درست جانا کہ وہ ایک مجرم تھا اسے سزا درست ہی ملی ہے بلکہ پیمرا کی ہدایت اور کسی حد تک اپنے طور پر یہ بھی فیصلہ کیا کہ اس واقعہ کو خبر میں کم سے کم جگہ دی جائے، یوں خبر کی کوریج کے اعتبار سے بھی یہ واقعہ تنقید کا نشانہ بنا رہا۔

مقصد تحقیق:

مذکورہ تحقیق میں اس بات کو جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ ممتاز قادری کی پھانسی اور تدفین کے موقع پر کیا پاکستانی ذرائع ابلاغ نے بالخصوص اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ نے بالعموم خبری معروضیت (News Objectivity) اور متوازن خبر نگاری (Balanaced News Coverage) کا اصول مقدم رکھا؟

اور ساتھ ہی ساتھ کیا اس خبر کی کوریج میں ذرائع ابلاغ کے اوپر ریاست براہ راست اثر انداز ہوئی؟

ذرائع ابلاغ میں خبر کا مقام و خبر نگاری:

یہ بات نہایت اہم اور قابل غور ہے کہ کیا ممتاز قادری کی پھانسی کا واقعہ واقعی ایسا تھا کہ ملکی مفاد اور نظریہ پاکستان اور صحافتی اصولوں کے کے برعکس اس کی خبر کو ذرائع ابلاغ میں بہت ہی کم جگہ دی جاتی؟ نیز کیا ذرائع ابلاغ نے مجموعی طور پر اس واقعہ پر خبر نگاری کے حوالے سے اپنی پیشہ وارانہ ذمے داری پوری طرح ادا کی؟ ممتاز قادری کے جنازے کی خبر اس لحاظ سے بھی زیادہ اہم تھی کہ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے اس میں شرکت کی جیسا کہ خود گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے بیٹے آتش تاثیر نے ایک انگریزی اخبار میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا کہ

> "An estimated 100,000 people — a crowd larger than the population of Asheville, N.C. — poured into the streets of Rawalpindi to say farewell to Malik Mumtaz Hussain Qadri. It was among the biggest funerals in Pakistan’s history, alongside those of Muhammad Ali Jinnah, the father of the nation, and Benazir Bhutto, the former prime minister, who was assassinated in 2007. But this was no state funeral; it was spontaneous and it took place despite a media blackout."(۶)

آتش تاثیر کے خیال میں ممتاز قادری کے جنازے میں ایک لاکھ کے قریب افراد نے شرکت کی اور یہ جنازہ قائداعظم اور بینظیر بھٹو کے بعد پاکستانی تاریخ کا ایک بڑا جنازہ تھا اس حقیقت کے باوجود پاکستانی ذرائع ابلاغ نے اس خبر کو نمایاں طور پر شائع یا نشر نہیں کیا حالانکہ یہی ذرائع ابلاغ پاکستان میں چھوٹے چھوٹے دھرنوں کو گھنٹوں لائیو کوریج بھی دیتے رہے ہیں اور اخبارات میں شہہ سرخیوں کے ساتھ ان کی خبر بھی شائع کرتے رہے۔سوال یہ ہے کہ کیا ممتاز قادری کا جرم اس قدر

سنگین تھا کہ ذرائع ابلاغ نے اس کی پھانسی اور پھر جنازے کی خبر کا بھی بائیکاٹ کرنا بہتر جانا کہ اس خبر کی تشہیر سے معاشرے یا ریاست کو کوئی بڑا نقصان پہنچتا؟ ممتاز قادری کے سلمان تاثیر کے قتل کرنے کے واقعے کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ توہین رسالت کی شق ۲۹۵ (سی) پاکستانی قانون کا حصہ ہے، یہ شق ۱۹۸۶ میں منظور ہوئی، اس کے الفاظ ہیں:

دفعہ ۲۹۵۔سی: ''جو کوئی عمداً زبانی یا تحریری طور پر یا بطور طعنہ زنی یا بہتان تراشی بالواسطہ یا بلاواسطہ، اشارتاً یا کنایتاً نام محمد (ﷺ) کی توہین یا تنقیص یا بے حرمتی کرے وہ سزائے موت کا مستوجب ہوگا۔'' (۷)

ایک محقق اور تجزیہ کار کے مطابق حالات و واقعات کے مطابق سلمان تاثیر کو توہین رسالت کا قانون گورنر بننے کے بعد قابل اعتراض نظر آیا۔ گورنر بننے سے قبل اس قانون کے خلاف انھوں نے کوئی جدو جہد نہیں کی۔ ایک عیسائی عورت جس پر توہین رسالت کا الزام تھا پولیس اور عدالت کے سامنے اس کے اعترافی بیان کے بعد عدالت نے اس کو سزا بھی سنائی، سلمان تاثیر نے گورنر کے حلف کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاکستان کے اس قانون کی مذمت کی اور عدالتی فیصلے کے باوجود اس فیصلے کے خلاف جیل میں اس عورت کے ساتھ پریس کانفرنس کی اور بعد میں توہین رسالت بھی کرتے رہے جس کے ثبوت پانچ سو علماء کے فتوے میں درج ہیں اور جسٹس نذیر اختر نے وہ ثبوت عدالت میں بھی پیش کر دیئے۔ سلمان تاثیر نے توہین رسالت کے قانون کو کالا قانون کہہ کر اس کے خلاف اخباری مہم جوئی شروع کی۔ (۸)

جسٹس نذیر اختر کی شہادت کے مطابق شہریوں نے گورنر کے خلاف پنجاب کے مختلف تھانوں میں ایف آئی آر درج کرانے کی کوشش کی تو ہر جگہ ایک ہی جواب ملا کہ گورنر کے خلاف ایف آئی آر کا اندراج نہیں ہوسکتا۔ لوگوں نے گورنر کے خلاف راولپنڈی کی عدالت عالیہ میں آئینی درخواست دائر کی کہ سلمان تاثیر کو توہین رسالت کے قانون کے خلاف بیان بازی سے روکا جائے، وہ توہین رسالت کے مرتکب ہو رہے ہیں لہٰذا انہیں ان کے عہدے سے برطرف کیا جائے۔ سلمان تاثیر کے خلاف توہین رسالت کے تمام ثبوت بھی عدالت کے سامنے پیش کیے گئے تو عدالت نے اس درخواست کو مسترد کر دیا کہ گورنر کو آئینی تحفظ حاصل ہے۔ ان کے اقدامات اور اعمال کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا، ان کے خلاف مقدمہ دائر نہیں کیا جاسکتا۔ (۹)

واضح رہے کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہے آئینی طور پر یہ ایک اسلامی ریاست ہے اور تمام مکاتب فکر علماء نے متفقہ طور پر ۱۹۷۳ میں اس آئین پر دستخط کر کے اس کو اسلامی آئین کی سند بھی عطا فرمائی ہے۔ یہ غیر اسلامی شق کہ گورنر کے خلاف کوئی عدالتی کارروائی نہیں ہوسکتی، سلمان تاثیر کے قتل کا اصل سبب بنی۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ اگر آئین کی اصلاح کر دی جاتی یا علماء کے فتوے کو غلط ثابت کر دیا جاتا یا علماء اپنے فتوے سے خود رجوع کر لیتے، اسلامی ریاست اپنے گورنر کو برطرف کر دیتی یا اس کے خلاف ایف آئی آر درج ہو جاتی، عدالتوں میں اس کے خلاف مقدمے چلتے رہتے یا عدالتی کمیشن قائم کیا جاتا تو ممتاز قادری کو عدالت، ریاست کے فرائض انجام دینے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ (۱۰)

ذرائع ابلاغ نے بھی اتنے اہم نقطہ اور معاملے کو نظر انداز کیا اور اس مسئلے (اہم ایشو) کو اپنے تجزیوں، حالات حاضرہ کے پروگراموں اور خبروں میں جگہ نہ دے کر ایک سنگین غلطی کی۔ پاکستانی نجی ٹی وی چینلز جو آئے دن چھوٹے چھوٹے اور غیر اہم ایشوز کو گھنٹوں وقت دیتے ہیں انھوں نے اتنی اہم بات کو نظر انداز کر دیا حالانکہ ان ذرائع ابلاغ کو یہ ایشو نمایاں طور پر اٹھانا چاہیے تھا تاکہ گورنر سلمان تاثیر پر توہین رسالت کا لگنے والا الزام اور ایشو اپنے منطقی انجام تک پہنچ جاتا اور ممتاز قادری کی جانب سے اٹھنے والا قدم پہلے ہی رک جاتا اور ممتاز قادری یا کسی اور کی جانب سے ریاستی قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی نوبت ہی نہ آتی۔ ذرائع ابلاغ کی یہ کوتاہی ظاہر کرتی ہے کہ یہ ملکی وقومی مفادات کے عین مطابق کام کرنے کی صلاحیت سے محروم ہیں یا پھر ان کی ترجیحات کچھ اور ہیں۔

ممتاز قادری کو دہشت گردی کے الزام میں سزا دینے والی عدالت کے جج نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ اسلام کی رو سے تمھارا یہ اقدام جائز اور درست تھا لیکن ملکی قانون کے تحت میں تمھیں دہری موت کی سزا دیتا ہوں (۱۱)

اس فیصلے کے آنے کے بعد ایک بڑا اہم سوال اٹھتا تھا کہ کیا پاکستان میں رائج ملکی قانون اسلام کے قطعی خلاف ہے؟ اور اگر ہے تو پھر اتنے اہم مسئلے پر اس قانون کو ختم کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ اور اگر یہ قانون ملک وقوم کے لیے بہتر ہے تو پھر علماء اکرام کو ان کی رائے اور فتووں سے رجوع کرنے کے لیے ذرائع ابلاغ اپنا کردار ادا کیوں نہیں کر رہے؟ اس اہم مسئلے پر پاکستان کے کتنے نجی ٹی وی چینلز نے ٹاک شوز کیے؟ پاکستانی ذرائع ابلاغ نے اس بڑے اہم سوال کو اٹھانے کی زحمت نہ کی حالانکہ یہ سوال اس قوم اور ریاست کے لیے انتہائی اہم ترین تھا جو مستقبل میں اس قسم کے ظہور پزیر ہونے والے مزید واقعات جڑ سے ختم کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتا تھا۔ ایک عدالت کا جج تو اپنے فیصلے میں صاف بیان کر رہا ہے کہ اسلامی قانون اور سیکولر (ملکی قانون) الگ الگ ہیں لیکن پاکستان کے ذرائع ابلاغ نہیں سمجھ رہے یا سمجھ رہے ہیں تو اپنا کردار ادا نہیں کر رہے ہیں۔

ممتاز عالم دین حنیف قریشی کی شہادت کے مطابق تمام مکاتب فکر کے پاکستان کے پانچ سو علماء نے سلمان تاثیر کے خلاف توہین رسالت کا فتویٰ بھی جاری کیا تھا۔ مفتی منیب الرحمٰن کے مطابق بعض علماء نے سلمان تاثیر کے قتل کا فتویٰ بھی صادر کیا تھا۔ (۱۲)

۲۰۱۱ء میں اسلامی جماعتوں کی کل جماعتی کانفرنس میں اجماع امت، اسلامی تاریخ، اسلامی علمیت اور کلیت کی بنیاد پر یہ بات طے ہوگئی کہ شتم رسول جرم ہے اور اس کی سزا قتل ہے اور ممتاز عالم دین مولانا مفتی محمد خان قادری صاحب نے اپنے خطاب میں واضح کر دیا کہ اسلامی قانون کی رو سے اگر کوئی شخص توہین رسالت کا مرتکب ہوتا ہے، حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی پر چھینٹے اڑاتا ہے اور سننے والا اپنے جذبہ ایمانی کے سبب اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکتا اور اسے قتل کر دیتا ہے تو جب ثابت ہو جائے کہ ہاں توہین رسالت ہوئی تھی تو قاتل سے قصاص نہیں لیا جائیگا اور مقتول کا خون رائیگاں ہوگا۔ (۱۳)

توہین رسالت کے حوالے سے علماء اکرام کی مندرجہ بالا رائے اس بات کی متقاضی تھی کہ پاکستانی ذرائع ابلاغ ملکی قانون اور علماء کی رائے کے درمیان ایک بڑے تضاد کو ختم کرنے کے لیے اپنا ایک کردار ادا کرتے مگران ذرائع ابلاغ کی ایک بڑی بھاری اکثریت نے اپنا یہ فرض نبھانے کے بجائے خاموشی اختیار کی اور جب اچانک ممتاز قادری کی پھانسی کی خبر آئی تو ان ذرائع ابلاغ نے اس خبر کو اس طرح نظر انداز کیا جس کی ملکی تاریخ میں کبھی کوئی مثال نہیں ملتی۔اس خبر کو اس حد تک نظر انداز کیا گیا کہ خود ان ہی ذرائع ابلاغ نے بھی اس عمل کو غیر معمولی تسلیم بھی کیا، روزنامہ آغاز کے مطابق بی بی سی نے رپورٹ میں کہا کہ ایسا پرامن میڈیا شاید پہلی مرتبہ پاکستانی ناظرین کو دیکھنے کو ملا، پیر کو پھانسی کی خبر پر نہ تو طویل تجزیوں کے لیے سینئر نامہ نگاروں اور تجزیہ نگاروں کو ان کے بستروں سے اٹھایا گیا اور نہ ہی ڈی ایس این جیز چلانے والوں کو زیادہ مشکل میں ڈالا گیا، وہ چینل جو چند افراد کے مجمع کو گھنٹوں کوریج دینے سے نہیں تھکتے تھے، اس مرتبہ بالغ نظری کا مظاہرہ کر رہے تھے، اگر لاہور اور اسلام آباد کی شاہراہوں کو احتجاج کرنے والوں نے بند بھی کیں تو اس خبر کی اوقات محض ایک ٹکرز تک ہی رکھی۔(۱۴)

عام طور پر یہ تاثر تو دیا جاتا ہے کہ میڈیا 'سماجی ذمے داری کے نظریے' پر کار بند ہے لیکن، خبر کی اہمیت، سچائی اور مقصدیت کے حوالے سے میڈیا پر ہمیشہ ایک سوالیہ نشان رہتا ہے۔(۱۵)

ممتاز قادری کی پھانسی اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ:

قومی ذرائع ابلاغ کی بہ نسبت بین الاقوامی ذرائع ابلاغ نے ممتاز قادری کی پھانسی اور جنازے کی متوازن کوریج کی۔

برطانوی اخبار گارجین نے اس حوالے سے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ جنازے میں لاکھوں افراد کی شرکت کے باوجود پاکستانی ٹی وی چینلز کی گاڑیاں غائب تھی، جس پر جنازے کے شرکاء غم وغصے کا اظہار کرتے نظر آئے۔لوگوں میں عدلیہ اور حکومت کے ساتھ میڈیا پر بھی اظہار برہمی واضح نظر آرہی تھی۔(۱۶)

بی بی سی نے ممتاز قادری کی پھانسی کی خبر پر آٹھ مختلف ٹوئٹ کا ذکر کیا حیرت انگیز طور پر ان میں کوئی ایک بھی ممتاز قادری سے ہمدردی یا اس کی حمایت میں نہیں تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ٹوئٹ کا استعمال کرنے والے تمام لوگ سیکولر ذہن کے مالک ہیں یا پھر بی بی سی پر ٹوئٹ کا انتخاب کرنے والے غیر جانبدار نہیں، حالانکہ بی بی سی کا خود کا بھی دعویٰ ہے کہ وہ پاکستان میں سب سے زیادہ سنے یا پڑھے جانے والا ذریعہ ابلاغ ہے اور غیر جانبدار ہے۔(۱۷)

اس سے قبل ممتاز قادری کی اپیل مسترد کیے جانے پر بھی بی بی سی نے ایک ایسی ہی خبر میں سات ٹوئٹ کا انتخاب کیا جس میں سوائے ایک کے تمام کا تاثر ممتاز قادری کے خلاف جاتا تھا۔(۱۸)

وائس آف امریکہ نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ اگر چہ یہ واضح نہیں کہ پاکستان کے ٹی وی چینلز نے حکومت کی ہدایت پر یا سیلف سینسر شپ کے تحت یعنی خود ہی اس خبر مناسب طور پر پیش نہیں کیا مگر ممتاز قادری کی پھانسی کے بعد پاکستان کے الیکٹرانک میڈیا میں غیر معمولی طور پر خاموشی چھائی رہی جب کہ بیشتر اخبارات نے بھی اس کو شہہ سرخی کی بجائے تین کالمی

خبر کے طور پر چلایا۔تاہم ممتاز قادری کی پھانسی کے بعد نہ تو بڑے نجی ٹی وی چینلز نے اس خبر کو تفصیلی طور پر پیش کیا اور نہ ہی اس کے خلاف ہونے والے مظاہروں کی لمحہ بہ لمحہ خبریں پیش کیں جو بظاہر ایک غیر معمولی بات ہے۔(۱۹)

معروف صحافی وسعت اللہ خان کے بقول عمران اور علامہ طاہر القادری کے دھرنوں کی میڈیا نے جس طرح از خود یا کسی کے کہنے پر یا پھر ریٹنگ کے چکر میں دن رات اندھا دھند کوریج کی اور اس سے پہلے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کی بیشتر تقاریر کو براہ راست دکھانے کا ناظرین کو جس طرح عادی بنایا اس کے بعد ہر جانب سے تشہیری کوٹے کی ڈیمانڈ میں اضافہ ہونا ہی تھا۔(۲۰)

مذکورہ بالا حقائق ظاہر کر رہے ہیں کہ ذرائع ابلاغ میں خبروں کے معیار اور اس کی کوریج اور پیش کش کے حوالے سے جو اصول اس وقت رائج یا طے شدہ ہیں، ممتاز قادری کے واقعہ میں ان ہی اصولوں کی کھلی خلاف ورزی کی گئی ہے۔یعنی ایک جانب تو یہ کہا جا رہا ہے کہ ممتاز قادری کے جنازے میں قائداعظم اور بے نظیر بھٹو کے جنازے کی طرح لوگوں کی ایک بڑی اور تاریخی تعداد نے شرکت کی اور دوسری جانب اس کی کوریج اس قدر کم پیش کی گئی کہ گویا کوئی بہت ہی معمولی بات ہو۔

صحافتی اصول و اخلاقیات:

یہاں ایک اہم اور قابل غور بات یہ ہے کہ یہ معاملہ محض ایک بڑی خبر کی چھوٹی کوریج کا یا اس کو غیر نمایاں کرنے کا نہیں تھا بلکہ یہ اس ملک کے ذرائع ابلاغ کا مزاج بھی ظاہر کر رہا تھا جس کا فرض مسلم برادری کے نظریات و افکار کے مطابق عوام اور ریاست کی رہنمائی بھی کرنا ہے اور ان کے درمیان کسی قسم کی غلط فہمی اور دوری کو بھی ختم کرنا بھی ہے تاکہ ریاست اور عوام کے درمیان کوئی بڑا تضاد پیدا نہ ہو مگر اس قسم کا کردار ذرائع ابلاغ کی جانب سے دیکھنے میں نہیں آیا۔اس واقعے کے حوالے سے ذرائع ابلاغ کی خبر نگاری اور پیش کش نے یہ تاثر قائم کر دیا کہ یہ ذرائع ابلاغ سیکولر نظریات کے حامی ہیں اور اس کے فروغ کے لیے ہی کام کر رہے ہیں ان کی ترجیحات میں ان پانچ سو علماء کے رائے کی کوئی اہمیت نہیں اور وہ نہ صرف عدالت کے ساتھ کھڑے ہیں بلکہ اس سلسلے میں وہ صحافتی اصولوں اور اخلاقیات کو بھی یکسر نظر انداز کرنا درست سمجھتے ہیں۔صحافتی اصولوں اور اخلاقیات کی بات کی جائے تو یہ اصول بھی طے ہے کہ خبر کی تمام تفصیل کی درستگی جانچ لی جائے بشمول نام، ٹائٹل اور مقام وغیرہ، یہ بھی تصدیق کر لیں کہ کسی پر غلط الزام تو عائد نہیں ہو رہا ہے، یا کوئی غلط بیانی تو نہیں ہو رہی ہے۔خود سے کچھ تصور کر لینا درست نہیں۔یہ بھی دیکھا جائے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ کسی ایک فریق کا نقطہ نظر شامل ہو اور دوسرے کا نقطہ نظر چھوڑ دیا گیا ہو۔(۲۱)

اسی طرح یہ اصول بھی طے ہے کہ خبر نگاری میں کسی واقعہ کے مختلف پہلوؤں سے نشاندہی، توازن کے ساتھ، حقیقت اور قطعی درستگی کے ساتھ کی جاتی ہے۔حقائق اور رائے کو الگ الگ رکھا جاتا ہے۔رپورٹر کے ذاتی خیالات، تاثرات و احساسات اور کسی بھی قسم کی دخل اندازی کو ایک طرف رکھا جاتا ہے۔ایک خبر غیر جانبداری اور معروضیت پر مبنی ہوتی ہے

جس میں جذباتیت نہیں ہوتی، خیالات اور حقائق کو علیحدہ علیحدہ پیش کیا جاتا ہے۔(۲۲) نیز یہ بھی طے ہے کہ خبر نگاری کا یہ انداز درست نہیں ہے کہ حقائق کو کسی ایک طبقہ کی دلچسپی کے لیے پیش کیا جائے۔(۲۳)

یوں ان اصولوں کے برعکس پاکستانی ذرائع ابلاغ نے دینی طبقہ کے مخالف طبقے کی دلچسپی اور خواہش کے مطابق مذکورہ خبر کو پیش کیا اور غیر جانبداری اور معروضیت کو بھی نظر انداز کیا نیز ماہرین ابلاغیات Sansan Pape & Sue Featherstone کے مطابق خبر کے اس اصول کو بھی نظر انداز کیا کہ خبر سے تعلق رکھنے والے دونوں فریقین کا نقطہ نظر بھی پیش کیا جانا چاہیے نہ کہ کسی ایک کا نقطہ نظر۔

ممتاز قادری کے جنازے کی خبر کو ذرائع ابلاغ کی جانب سے کوریج نہ دینے پر روزنامہ ایکسپریس کراچی کے ایڈیٹر طاہر نجمی کا کہنا ہے کہ یہ عمل صحافتی اصولوں کے قطعی خلاف تھا، ممتاز قادری کا جنازہ ایک بہت بڑا جنازہ تھا اس بات سے قطع نظر کہ ممتاز قادری کا عمل درست تھا یا غلط اور اس خبر کو جس طرح نظر انداز کیا گیا وہ صحافتی اصولوں کی کھلی خلاف ورزی ہے۔(۲۴) اسی طرح معروف صحافی و کالم نگار اوریا مقبول جان نے بھی ذرائع ابلاغ کی جانب ممتاز قادری کی خبر کو نظر انداز کرنے کے عمل کو بالکل غلط قرار دیا۔(۲۵) پاکستان کے ایک بڑے ٹی وی چینل کے اینکر اویس اقبال نے اپنے پروگرام حرف راز تسلیم کیا کہ ذرائع ابلاغ نے شرمین چنائے کے ایوارڈ حاصل کرنے کی خبر کو تو خوب کوریج دی مگر ممتاز قادری کی خبر کا بائیکاٹ کیا(۲۶) جیو نیوز چینل نے پھانسی کے بعد دوپہر بارہ بجے کی ہیڈ لائن میں اس خبر کو چوتھے نمبر پر رکھا۔(۲۷) پاکستان ٹیلی ویژن نے اپنی خبر میں پیمرا کے حوالے سے خبر دی کہ ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کرنے والے نیو چینل سمیت دیگر نجی ٹی وی چینلز کی نشریات بند کردی جائیگی، نیو چینل نے اس خبر کو ناظرین تک پہنچاتے ہوئے اسے آزادی صحافت کے خلاف عمل قرار دیا۔(۲۸) اس خبر سے واضح ہوتا ہے کہ پیمرا کی جانب سے بھی ممتاز قاردری کی خبر کو روکنے کی پوری کوشش کی گئی۔ ٹوئٹر سمیت سوشل میڈیا پر ممتاز قادری کی خبر کو پیش کرنے سے روکنے کے عمل کی مذمت کی گئی اور یہ بھی کہا گیا کہ عین اسی روز ذرائع ابلاغ پر پٹرول کی قیمتوں میں کمی اور کرکٹ میچ کو نمایاں کوریج دی گئی مگر ممتاز قادری کی خبر کو پیمرا کی جانب سے بھی روکنے کی کوشش کی گئی۔(۲۹)۔معروف صحافی مجیب الرحمٰن شامی کے مطابق بھی ممتاز قاردری کے جنازہ کی خبر کو ایک واقعہ کے طور پر میڈیا میں جگہ دی جانی چاہیے تھی۔(۳۰)۔ پاکستان کے ایک اردو روزنامے نے بھی اپنی خبر میں کہا کہ ممتاز قادری کے جنازہ کی خبر کو سی این این اور بی بی سی سمیت عالمی میڈیا نے نمایاں جگہ دی جبکہ پاکستانی میڈیا نے اس خبر کو بلیک آوٹ کیا۔(۳۱)

نتیجہ:

اس تحقیقی جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ممتاز قادری کی سزا، پھانسی اور جنازہ کی خبر نگاری میں ذرائع ابلاغ کا کردار صحافتی اصولوں اور اخلاقیات کے معیار پر پورا نہیں اترتا نہ ہی اس کا کردار پاکستانی ریاست اور عوام کی درست سمت میں رہنمائی کے لیے کوئی نمایاں مقام رکھتا ہے۔ اس تحقیقی جائزے سے یہ تاثر بھی قطعی غلط ثابت ہوتا ہے کہ ذرائع ابلاغ وہی کچھ

دکھاتے ہیں جو ناظرین دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ عوام کی ایک بڑی تعداد ممتاز قادری کے جنازے میں شریک ہوئی اور ایک بڑی تعداد اس خبر کو ذرائع ابلاغ میں بھی دیکھنا چاہتی تھی،عموماً ٹی وی چینلز بھی وہ کچھ زیادہ دکھاتے ہیں کہ جس سے ان کی ریٹنگ بڑھے اور ریٹنگ اس ابلاغی مواد سے ہی بنتی ہے کہ جس کو ناظرین کی بڑی تعداد دیکھنا چاہے چنانچہ جب اس خبر کو ذرائع ابلاغ نے مناسب جگہ نہ دی تو ردعمل میں پاکستان کے بہت سے میڈیا ہاؤسز اور پریس کلب پر لوگوں کی جانب سے حملے بھی ہوئے اور یہ ہی کچھ ممتاز قادری کے چہلم کے حوالے سے بھی ہوا۔اس واقعہ سے قطعہ نظر ذرائع ابلاغ کردار کے ضمن میں ان کی غیر جانبدار اور معروضیت کے حوالے سے مختلف ماہرین ابلاغیات کی آراء کا جائزہ لیں تو کچھ ایسی ہی ملی جلی صورتحال دکھائی دیتی ہے۔مثلاً یہ کہ ذرائع ابلاغ کی قوت کا سیاسی طور پر استعمال قومی سطح پر بھی کیا جاتا ہے جیسا کہ اسی کی دہائی میں یوگوسلاواکیہ میں کیا گیا اور رائے عامہ کو تبدیل کیا گیا،یہاں ذرائع ابلاغ خبروں کی نشر و اشاعت میں اخلاق اور غیر جانبداری کے اعتبار سے ناکام رہے۔(۳۱)،بقول رچرڈ جرنلزم میں عملاً معروضیت اور مقصدیت کا کوئی مقام نہیں، اخبارات مختلف پارٹیوں اور گروپس کے مخصوص ایجنڈوں کی تکمیل میں معاونت کرتے ہیں۔(۳۲)، Pew Research Center کے عوامی سروے سے یہ بات سامنے آئی کہ زیادہ تر لوگ ذرائع ابلاغ پر عدم اعتماد رکھتے ہیں۔(۳۳)،ان تمام باتوں کے علاوہ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ قومی سطح کے مسائل پر ذرائع ابلاغ کا قومی سطح پر ایک جیسا ردعمل نہیں آتا۔(۳۴)

یوں دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ممتاز قادری کا واقعہ درحقیقت ایک ایسا واقعہ ثابت ہوا ہے کہ جس سے پاکستانی ذرائع ابلاغ کا بھی کردار بہت کھل کر سامنے بھی آیا ہے اور یہ بھی بخوبی اندازہ ہوا کہ ذرائع ابلاغ کی اصل ترجیحات کیا ہوتی ہیں۔

مراجع وحواشی

۱۔ ایکسپریس ٹریبون،۴جنوری،۲۰۱۱ء　　۲۔ روزنامہ جنگ،راولپنڈی،۱۲/۱اکتوبر۲۰۱۱ء

۳۔ روزنامہ ڈان،اسلام آباد،۹مارچ ۲۰۱۵ء　　۴۔ روزنامہ ڈان،اسلام آباد،۷/۱اکتوبر۲۰۱۵ء

۵۔ روزنامہ جنگ،کراچی،یکم مارچ۲۰۱۶ء

۶۔ By AATISH TASEER MARCH 11, 2016My Father's Killer's Funeral,SundayReview http://www.nytimes.com/2016/03/13/opinion/sunday/my-fathers-killers-funeral.html?_r=0

۷۔ جامعی خالدسید،''قانون توہین رسالت کا اطلاق،غامدی صاحب کے موقف کا علمی جائزہ''،ماہنامہ البرہان،مارچ۲۰۱۶ء،لاہور،ص ۷۵

۸۔ ایضاً ص۶۴　　۹۔ ایضاً ص۶۴　　۱۰۔ ایضاً ص۶۴

۱۱۔ ندائے خلافت جلد۲۰شمارہ۴۰،۷۔۱۱اکتوبر۲۰۱۱ءص ایک،اداریہ

۱۲۔ مفتی منیب،کالم،زاویہ نظر،روزنامہ دنیا،۵مارچ۲۰۱۶،کراچی،لاہور　　۱۳۔ ندائے خلافت،۴،۱۲اکتوبر،۲۰۱۱،ص۴

۱۴۔ http://dailyaghaz.com/story/77886{12-01-2017}

۱۵۔ In S.Baran, & Davis, Mass Communication Theory, 2015. Delhi, Cengage Learning. pp. 72-74.

۱۶۔ http://www.bbc.com/urdu/pakistan/2016/02/160229_qadri_hanging_reaction_tim

۱۷۔ http://www.bbc.com/urdu/pakistan/2015/10/151007_qadri_appeal_decision_reaction_tim

۱۸۔ http://www.urduvoa.com/a/pakistani-media-give-a-muted-coverage-of-mumtaz-qadris-hanging/3214349.html

۱۹۔ http://www.bbc.com/urdu/pakistan/2016/03/160304_media_violence_wusat_rwa

۲۰۔ Sansan Pape & Sue Feather stone, "News paper Journalism", A Practical Introduction',Sage Publication,London,2005, p-41

۲۱۔ Tony Harcup "Journalism, Principles and Practice", vistaar publication, New Dehli 2004,p-60

۲۲۔ سید عبدالسراج، "خبر نگاری" علامہ اقبال یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۱۱ء ص ۸۰۔

۲۳۔ ایڈیٹر روزنامہ ایکسپریس کراچی طاہر نجمی سے ایک ملاقات۔

۲۴۔ اوریا مقبول جان، پروگرام، حرف راز، نیوز ٹی وی چینل، https://www.youtube.com/watch?v=1IXxZysCsJc

۲۵۔ اویس اقبال، ایضاً

۲۶۔ جیو نیوز https://www.youtube.com/watch?v=62KD7iJ_IzI

۲۷۔ نیو چینل، https://www.youtube.com/watch?v=IJqdR5qJ6jk

۲۸۔ ایضاً

۲۹۔ مجیب الرحمان شامی، پروگرام نقطہ نظر، چینل دنیا نیوز https://www.youtube.com/watch?v=WVUw_1CCcVQ

۳۰۔ روزنامہ امت کراچی ۲ مارچ ۲۰۱۶، http://ummat.net/2016/03/02/news.php?p=news-14.gif

۳۱۔ Laiho, H.P. (n.d.) Power and role of media in crisis p-9-26

۳۲۔ Sdtreckfuss,R.(1990). Objectivity in journalism: A Search and Reassessment. Journalsim Quaterly, 973-983.

۳۳۔ Amy Mitchel, J.G. (2014, October 21) Media and News. Retrieved from Pew Research Center: file:///E:/D%200sama/Political%20Polarization%20Media%20Habits%_%20 Pew%20Research%20Center.html

۳۴۔ Sawant,P.(2011,Novermber 5). Mainstream Weekly. Retrieved from Mainstream Weekly: file:///E:/Dr%200sama/Role%20of%20Media%20in%20Crises%20Sitution%20-%20 Mainstream%20Weekly.html